Volume 03, Issue 04,
October-December 2025
PP: 46-53
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

غیر مسلم ریاستوں میں مسلم اقلیتوں کے طلاق اور وراثت کے حقوق: ایک قانونی وسماجی جائزہ

Divorce and Inheritance Rights of Muslim Minorities in Non-Muslim States: A Legal and Social Review

Muhammad Shoaib Tayyab*[1], *Dr. Muhammad Junaid Anwer* [2]

Article History

Received
02-12-2025

Accepted
28-12-2025

Published
30-12-2025

Abstract & Indexing

Abstract

Muslim minorities residing in non-Muslim states face considerable legal and social challenges in matters of family law, particularly with regard to divorce and inheritance. Although Islamic law provides a comprehensive and well-developed framework for regulating these issues, secular legal systems in Europe and the United States often offer limited recognition to religious legal norms. This article critically examines the legal status of Muslim divorce and inheritance in non-Muslim states through the theoretical lenses of legal pluralism and religious freedom. Adopting a qualitative and comparative research approach, the study explores the tensions between secular legal frameworks and Islamic family law, highlighting the resulting social and legal implications for Muslim minority communities. Particular attention is given to the impact of these legal constraints on Muslim women, who frequently face heightened vulnerability due to overlapping legal, cultural, and social pressures. The findings reveal that inadequate accommodation of Islamic family law within secular legal systems contributes to legal uncertainty and insecurity among Muslim minorities. Such conditions often lead to difficulties in the recognition of marital status, enforcement of divorce settlements, and protection of inheritance rights. The article argues that these challenges can be mitigated through increased legal awareness within Muslim communities, proper civil documentation of marriages and wills, and the development of constructive dialogue between state authorities and religious minority representatives. Ultimately, the study emphasizes the need for balanced legal solutions that respect both the principles of secular law and the fundamental rights of religious minorities.

Keywords:

Muslim Minorities, Islamic Family Law, Divorce, Inheritance, Legal Pluralism, Religious Freedom, Secular Legal Systems, Non-Muslim States, Women's Rights, Legal Insecurity.

[1] *PhD Scholar, Department of Fiqh & Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.*
faazacademy@gmail.com
[2] *Lecturer, Department of Fiqh & Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.* ****Corresponding Author***
Junaidanwar@iub.edu.pk

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

تمہید

غیر مسلم ریاستوں میں مقیم مسلم اقلیتیں اپنی مذہبی شناخت اور خاندانی قوانین کے حوالے سے منفرد نوعیت کے مسائل کا سامنا کرتی ہیں۔ اسلامی شریعت میں طلاق اور وراثت کے اصول نہایت واضح اور جامع ہیں، مگر جب یہ اصول سیکولر یا غیر اسلامی قانونی نظاموں سے ٹکراتے ہیں تو متعدد قانونی و سماجی پیچیدگیاں جنم لیتی ہیں۔

یورپ اور امریکہ جیسے ممالک میں مذہبی قوانین کو محدود قانونی حیثیت دی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں مسلم اقلیتوں کو اپنے خاندانی معاملات میں قانونی تحفظ اور سماجی قبولیت کے حوالے سے مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہ صورتحال نہ صرف قانونی تنازعات کو جنم دیتی ہے بلکہ مسلم خواتین اور کمزور طبقات کے حقوق پر بھی گہرا اثر ڈالتی ہے۔

اس آرٹیکل میں غیر مسلم ریاستوں میں مسلم اقلیتوں کے طلاق اور وراثت کے حقوق کا قانونی و سماجی جائزہ لیا جائے گا۔ اس میں قانونی کثرتیت (Legal Pluralism)، مذہبی آزادی، اور ریاستی قوانین کے تقابلی مطالعے کے ذریعے یہ واضح کیا جائے گا کہ کس طرح مسلم اقلیتیں اپنے مذہبی قوانین کو برقرار رکھنے کی جدوجہد کرتی ہیں اور ریاستی قوانین کس حد تک ان کے حقوق کو تسلیم کرتے ہیں۔ مزید برآں، اس مطالعے میں مسلم معاشرتی ڈھانچے، خواتین کے حقوق اور قانونی شعور کی کمی جیسے پہلوؤں کو بھی زیر بحث لایا جائے گا تاکہ ایک متوازن اور جامع تجزیہ سامنے آسکے۔

اسلامی قانون

طلاق کے اصول و ضوابط

اسلام نے نکاح کو ایک مقدس معاہدہ قرار دیا ہے جسے "مِیثاق غلیظ" کہا گیا[1] تاہم اگر ازدواجی تعلقات میں شدید اختلافات پیدا ہوں تو طلاق کو آخری راستہ کے طور پر اختیار کیا جاسکتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا[2]

یعنی صلح و اصلاح کی کوشش لازم ہے۔

طلاق کے بعد عورت کو عدت گزارنا ضروری ہے تاکہ صلح کا امکان باقی رہے اور نسب محفوظ رہے[3]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أبغض الحلال إلى الله الطلاق[4]

یعنی اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔

فقہی اعتبار سے طلاق کی تین صورتیں ہیں: طلاق، خلع، فسخ النکاح

وراثت کے بنیادی احکام

اسلامی وراثت کا نظام قرآن میں تفصیل سے بیان ہوا ہے اور اسے علم الفرائض کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ[5]

یعنی مرد و عورت دونوں کا وراثت میں مقررہ حصہ ہے۔

مزید فرمایا:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ[6]

وراثت کی تقسیم قرض اور وصیت کی ادائیگی کے بعد کی جاتی ہے[7]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فهو لأولى رجل ذكر[8] یعنی مقررہ حصے وارثوں کو دو، باقی قریب ترین مرد رشتہ دار کو ملے گا۔

اس کی قدرے تفصیل یہ ہے:

قانونِ وراثت ایکٹ (جو زیادہ تر اسلامی قوانین پر مبنی ہے) کی دفعات میں متوفی کی جائیداد کی تقسیم کے اصول شامل ہیں، جس میں والدین، بیوی / شوہر، بچوں (لڑکے اور لڑکی کے تناسب) اور دیگر قریبی رشتہ داروں کے حصوں کی وضاحت کی گئی ہے۔[9]

ماں کا حصہ اولاد کی موجودگی میں چھٹا حصہ (6/1) ہوتا ہے، جبکہ باپ کو اولاد نہ ہونے کی صورت میں بقیہ جائیداد بطور عصبہ ملتی ہے، اولاد میں لڑکے اور لڑکی کے حصے کا تناسب دو بہ مقابلہ ایک (1/2) مقرر کیا گیا ہے۔ شوہر اور بیوی کے حصے بھی اولاد کی موجودگی یا عدم موجودگی کے مطابق متعین ہوتے ہیں۔ سوتیلے بہن بھائیوں کی وراثت کا حکم کلالہ کی صورت میں بیان کیا گیا ہے، جہاں ایک کی صورت میں چھٹا حصہ (6/1) اور متعدد ہونے کی صورت میں کل ایک تہائی (3/1) مقرر ہے۔[10]

وصیت کا نفاذ زیادہ سے زیادہ ایک تہائی (3/1) تک ہوتا ہے اور تقسیمِ ترکہ میں پہلے قرض، پھر وصیت اور اس کے بعد ورثاء کو حصے دیئے جاتے ہیں۔[11]

قرآن وسنت کی روشنی میں خاندانی قوانین

قرآنِ مجید نے نکاح، طلاق، عدّت، وراثت اور وصیت کے اصول نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیے ہیں تاکہ خاندانی نظام مضبوط بنیادوں پر قائم رہے۔

سنتِ نبوی ﷺ نے ان قوانین کی عملی تشریح فرمائی، جیسے حضرت ثابت بن قیسؓ کی اہلیہ کا خلع لینا[12] جس سے عورت کے حقِ انتخاب اور انصاف کا واضح تصور ملتا ہے۔

اسلام نے میاں بیوی کے باہمی حقوق و فرائض متعین کیے، حسنِ معاشرت، نان ونفقہ اور باہمی احترام کو لازم قرار دیا۔ اولاد کی پرورش، تربیت اور کفالت کو والدین کی مشترکہ ذمہ داری قرار دیا گیا، تاکہ ایک صالح اور متوازن نسل پروان چڑھے۔

خاندانی تنازعات کے حل کے لیے صلح، مشاورت اور ثالثی کی ترغیب دی گئی، تاکہ خاندان ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ رہے۔ ان تمام احکامات کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ خاندان کے حقوق محفوظ رہیں، عورتوں اور بچوں کو انصاف ملے، ظلم وناانصافی کا سدِّباب ہو اور معاشرے میں عدل، توازن اور رحمت کا نظام قائم ہو۔ مقصد یہ ہے کہ خاندان کے حقوق محفوظ رہیں، عورتوں اور بچوں کو انصاف ملے اور معاشرتی عدل قائم ہو۔

غیر مسلم ریاستوں کا قانونی نظام

غیر مسلم ریاستوں کا قانونی نظام عمومی طور پر سیکولر (Secular) بنیادوں پر قائم ہوتا ہے، جس میں مذہب کو ریاستی قانون سازی سے الگ رکھا جاتا ہے۔ یورپ اور امریکہ جیسے ممالک میں سیکولر قانونی نظام غالب ہے، جہاں قانون کی تشکیل میں مذہبی تعلیمات کو بطورِ ضابطہ ماخذ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ ان ریاستوں میں شادی، طلاق اور وراثت جیسے خاندانی معاملات عموماً سول لاء (Civil Law) یا فیملی لاء (Family Law) کے تحت طے پاتے ہیں، جو پارلیمان یا عدالتوں کے وضع کردہ قوانین پر مبنی ہوتے ہیں۔

ان ممالک میں مذہبی قوانین کو محدود حد تک ہی تسلیم کیا جاتا ہے اور وہ بھی اسی صورت میں جب وہ ریاستی قوانین سے متصادم نہ ہوں۔ چنانچہ کسی بھی مذہبی قانون یا روایت کو خود مختار قانونی حیثیت حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اسے نجی (Private) یا سماجی دائرے تک محدود رکھا جاتا ہے۔

سیکولر قوانین کی نوعیت

یورپ اور امریکہ جیسے ممالک میں سیکولر قانونی نظام غالب ہے، جہاں مذہب کو ریاستی قانون سازی سے الگ رکھا جاتا ہے۔ ان ریاستوں میں شادی، طلاق اور وراثت کے معاملات عام طور پر سول لاء (Civil Law) یا فیملی لاء (Family Law) کے تحت طے پاتے ہیں۔ مذہبی قوانین کو محدود طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور اکثر صرف اس وقت جب وہ ریاستی قوانین سے متصادم نہ ہوں۔[13]

مذہبی قوانین کی محدود حیثیت

شرعی کونسلز (Sharia Councils) برطانیہ میں کمیونٹی کی جانب سے نکاح و طلاق اور خاندانی مسائل پر رہنمائی فراہم کرتی ہیں، مگر یہ ریاستی قانونی نظام کا حصہ نہیں ہیں اور ان کے فیصلے قانونی طور پر نافذ (legally binding) نہیں ہوتے۔ اکثر مسلم جوڑوں کی صرف مذہبی شادی (Nikah) رجسٹر نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے ان کی شادی برطانوی قانون کے تحت تسلیم شدہ نہیں رہتی اور طلاق کے معاملات میں ان کے پاس قانونی تحفظ کم ہوتا ہے۔

2018ء کے ایک آزاد جائزے میں بھی واضح کیا گیا کہ شریعت کونسلز کو ریاستی قانون کے اندر کوئی قانونی حیثیت حاصل نہیں ہے اور اگر ان کی سفارشات سول قوانین سے متصادم ہوں تو ریاستی قانون فوقیت رکھتا ہے۔[14]

امریکہ میں اسلامی نکاح اور طلاق کو صرف اس وقت قانونی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے جب وہ ریاستی عدالت میں رجسٹرڈ ہو، ورنہ وہ مذہبی حیثیت تک ہی محدود رہتے ہیں۔ (عام قانونی اصول، متعدد قانونی مشاہدات کے مطابق)

امریکی عدالتیں عموماً فیملی کوڈ اور ریاستی قوانین کے تحت نکاح و طلاق کے فیصلے کرتی ہیں اور مذہبی احکامات کو قانونی حیثیت نہیں دیتیں، جب تک وہ ریاستی تقاضوں کے مطابق درج نہ ہوں۔[15]

کینیڈا میں مسلمان کمیونٹی مذہبی طلاق اور خلع کے لیے Islamic Councils یا Muftis کی خدمات حاصل کرتی ہے، لیکن قانونی طور پر صرف عدالت کے رجسٹریشن کے بعد ہی اثر رکھتا ہے۔

آسٹریلیا میں اسلامی نکاح مذہبی حیثیت رکھتا ہے، لیکن قانونی شناخت کے لیے Family Court کے تحت رجسٹریشن ضروری ہے، وراثتی تنازعات میں سول قوانین نافذ ہوتے ہیں۔

متعدد یورپی ممالک جیسے فرانس اور جرمنی میں مسلم اقلیتیں اسلامی نکاح اور وراثت کے اصول عملی طور پر اختیار کر سکتی ہیں، مگر قانونی تنازعات کی صورت میں ریاستی قوانین ترجیحی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہالینڈ اور بیلجیم میں بعض مسلم کمیونٹیز نے شرعی عدالت نما کونسلز قائم کی ہیں، جو مشورہ اور ثالثی فراہم کرتی ہیں، لیکن قانونی طاقت صرف ریاستی عدالتوں کو حاصل ہے۔ یورپی ممالک میں وراثت کے قوانین زیادہ تر سول کوڈ پر مبنی ہیں اور اسلامی وراثت کے اصولوں کو قانونی حیثیت نہیں دی جاتی۔

کچھ غیر مغربی ممالک جیسے فلپائن میں مسلم ذاتی قوانین (Code of Muslim Personal Laws) اسلام کے مطابق نکاح، طلاق اور وراثت کو قانونی حیثیت دیتے ہیں، جبکہ عام فیملی کوڈ میں طلاق تسلیم نہیں ہوتی۔

افریقہ کے بعض مقامات جیسے ایتھوپیا میں شریعت کورٹ سسٹمز خاندانی معاملات پر قانونی اختیارات رکھتے ہیں، لیکن یہ ملک کے وفاقی قانون کے مطابق ہے اور تمام مقدمات میں قابلِ نظر نہیں ہوتے۔

بہت سے مغربی ممالک میں شریعت کونسلز یا اسلامی کمیونٹی ادارے مسلمانوں کو مذہبی رہنمائی دیتے ہیں، لیکن ان کے فیصلے ریاستی عدالتوں کی طرح قانونی قوت نہیں رکھتے۔ نکاح، طلاق اور وراثت کے قانونی حقوق کے حصول کے لیے اکثر ریاستی قوانین کی مکمل پیروی اور رجسٹریشن ضروری ہوتی ہے، تاکہ خاندان کے افراد کو قانونی تحفظ حاصل ہو۔

ریاستی قوانین اور اسلامی قوانین میں فرق

اسلامی قانون میں وراثت کے حصے قرآن وسنت سے مقرر ہیں، جبکہ سیکولر قوانین میں وراثت اکثر وصیت (Will) یا قانونی وارثین کے اصولوں پر مبنی ہوتی ہے۔[16]

طلاق کے معاملے میں اسلامی قانون شوہر اور بیوی دونوں کو علیحدگی کا حق دیتا ہے، جبکہ سیکولر قوانین میں طلاق عدالت کے ذریعے ہوتی ہے اور اس میں مالی وسماجی پہلو زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔[17]

اس فرق کی وجہ سے مسلم اقلیتوں کو قانونی پیچیدگیوں کا سامنا ہوتا ہے، خاص طور پر جب وہ اپنے مذہبی قوانین کے مطابق معاملات طے کرنا چاہتے ہیں۔

قانونی وسماجی چیلنجز

مسلم اقلیتوں کو درپیش عملی مسائل

غیر مسلم ریاستوں میں مسلم اقلیتیں اکثر اپنے مذہبی قوانین کے مطابق طلاق، خلع یا وراثت کے معاملات طے کرنے میں مشکلات کا سامنا کرتی ہیں، کیونکہ ریاستی قوانین ان کے اسلامی حقوق کے متوازی یا مخالف ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اسلامی طلاق (تین طلاق یا خلع) کو بعض ممالک میں قانونی حیثیت حاصل نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ عدالت کے ذریعے تصدیق شدہ نہ ہو، جس سے خواتین اور بچوں کے حقوق خطرے میں پڑ جاتے ہیں۔[18]

وراثت کے معاملات میں بھی اسلامی اصول اکثر نظرانداز کیے جاتے ہیں اور ریاستی قوانین کے مطابق وصیت یا قانونی وارثین کے اصول نافذ کیے جاتے ہیں، جس سے مخصوص خاندانوں میں تنازع اور اختلاف بڑھ جاتا ہے۔[19]

مزید برآں، مسلم اقلیتیں اپنے مذہبی وثقافتی رسوم کے مطابق شادی، طلاق اور کفالت کے فیصلے کرنے میں محدود رہتی ہیں، جس سے مذہبی آزادی، سماجی شناخت، اور قانونی تحفظ متاثر ہوتا ہے۔ یہ عملی مسائل نہ صرف افراد کے ذاتی حقوق پر اثرانداز ہوتے ہیں، بلکہ کمیونٹی کے اندر معاشرتی ہم آہنگی، انصاف اور خاندانی استحکام پر بھی منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ لہٰذا مسلم اقلیتوں کے لیے ضروری ہے کہ ایسے قانونی اور سماجی فریم ورک وضع کیے جائیں جو ان کے مذہبی حقوق، ریاستی قوانین اور سماجی ہم آہنگی کے درمیان توازن قائم رکھ سکیں، تاکہ ہر فرد انصاف اور تحفظ کا مستحق ہو۔

خواتین اور کمزور طبقات پر اثرات

مسلم خواتین کو خاص طور پر مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، کیونکہ اسلامی قوانین میں انہیں واضح حقوق دیئے گئے ہیں، مگر سیکولر قوانین میں ان کے حصے مختلف ہوسکتے ہیں۔[20]

بعض اوقات خواتین کو اسلامی وراثت کے مطابق حصہ نہیں ملتا یا طلاق کے بعد عدت اور نفقہ کے حقوق قانونی طور پر تسلیم نہیں کیے

جاتے۔ اس سے خواتین کے سماجی اور معاشی تحفظ پر براہِ راست اثر پڑتا ہے۔ [21]

کمزور طبقات، خصوصاً بیواؤں، مطلقہ خواتین اور یتیم بچوں کے لیے یہ صورتِ حال مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے، کیونکہ خاندانی تحفظ کے روایتی ذرائع کمزور پڑ جاتے ہیں۔ قانونی ابہام اور دوہرے نظام کے باعث خواتین کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے طویل عدالتی عمل اور نفسیاتی دباؤ سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف خواتین کا سماجی وقار متاثر ہوتا ہے بلکہ ان کی معاشی خودمختاری، بچوں کی کفالت اور مجموعی خاندانی استحکام بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

قانونی تنازعات اور سماجی دباؤ

مسلم اقلیتیں اکثر دوہری قانونی حیثیت میں پھنس جاتی ہیں: ایک طرف مذہبی قوانین، دوسری طرف ریاستی قوانین۔ اس تضاد کی وجہ سے خاندانوں میں تنازعات بڑھتے ہیں اور بعض اوقات عدالتوں میں طویل مقدمات چلتے ہیں۔ [22]

عدالتی فیصلوں میں مذہبی تشخص کو نظر انداز کیے جانے سے فریقین، خصوصاً خواتین اور بچوں کو نفسیاتی دباؤ اور عدمِ تحفظ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سماجی دباؤ بھی نمایاں طور پر بڑھ جاتا ہے، کیونکہ مسلم کمیونٹی کے اندر مذہبی قوانین کی پابندی کو دینی فریضہ سمجھا جاتا ہے، جبکہ ریاستی قوانین بعض اوقات اس کی اجازت نہیں دیتے یا اسے محدود کر دیتے ہیں۔ اس صورتِ حال میں فرد ایک طرف قانونی پابندیوں کا شکار ہوتا ہے اور دوسری طرف سماجی اور مذہبی توقعات کے بوجھ تلے دب جاتا ہے، جس سے ذہنی اضطراب، خاندانی کشیدگی اور سماجی تناؤ جنم لیتا ہے۔

نوجوان نسل بالخصوص شناخت کے بحران سے دوچار ہو جاتی ہے، کیونکہ انہیں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ مذہبی روایت کو ترجیح دیں یا ریاستی قانون کی مکمل پابندی کریں۔ سماجی دباؤ بھی بڑھتا ہے، کیونکہ کمیونٹی کے اندر مذہبی قوانین کی پاسداری ضروری سمجھی جاتی ہے، جبکہ ریاستی قوانین اس کی اجازت نہیں دیتے۔

تقابلی مطالعہ

یورپی ممالک میں مسلم خاندانی قوانین کی حیثیت

برطانیہ میں مسلم کمیونٹیز نے شرعی کونسلز (Sharia Councils) قائم کی ہیں جو نکاح اور طلاق کے معاملات میں رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ تاہم ان کے فیصلے قانونی طور پر نافذ نہیں ہوتے، بلکہ صرف سماجی و مذہبی سطح پر اثر رکھتے ہیں۔ [23]

فرانس میں سخت سیکولر نظام (Laïcité) نافذ ہے، جس کے تحت مذہبی قوانین کو قانونی حیثیت نہیں دی جاتی۔ اس وجہ سے مسلم اقلیتیں صرف ریاستی قوانین کے مطابق طلاق اور وراثت کے معاملات طے کر سکتی ہیں۔ [24]

جرمنی میں مذہبی آزادی کو تسلیم کیا گیا ہے، مگر فیملی لاء کے معاملات میں صرف ریاستی قوانین نافذ ہوتے ہیں۔ اسلامی وراثت کے اصول قانونی طور پر تسلیم نہیں کیے جاتے۔ [25]

امریکہ میں مسلم اقلیتوں کے حقوق

امریکہ میں مذہبی آزادی آئینی طور پر محفوظ ہے، مگر فیملی لا کے معاملات میں ریاستی قوانین غالب ہیں۔ اسلامی نکاح اور طلاق کو صرف اس وقت تسلیم کیا جاتا ہے جب وہ ریاستی قوانین کے مطابق رجسٹرڈ ہوں۔

وراثت کے معاملات میں اسلامی اصول نافذ نہیں ہوتے، البتہ مسلمان اپنی وصیت (Will) کے ذریعے اسلامی حصوں کے مطابق تقسیم کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ ریاستی قوانین سے متصادم نہ ہو۔ [26]

قانونی کثرتیت اور مذہبی آزادی

یورپ اور امریکہ میں Legal Pluralism کی بحث جاری ہے، جس میں یہ سوال اُٹھایا جاتا ہے کہ کس حد تک مذہبی قوانین کو ریاستی قوانین کے ساتھ چلنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

مذہبی آزادی کو آئینی طور پر تسلیم کیا گیا ہے، مگر عملی طور پر فیملی لاء میں اس کی گنجائش محدود ہے۔[27]

اس صورتحال سے مسلم اقلیتوں میں قانونی عدم تحفظ اور سماجی دباؤ پیدا ہوتا ہے، خاص طور پر خواتین کے حقوق کے حوالے سے۔

مبحث

غیر مسلم ریاستیں عمومی طور پر قانونی مساوات(Legal Equality)اور عوامی نظم(Public Order)کو ترجیح دیتی ہیں۔ اس وجہ سے مذہبی قوانین کو محدود حیثیت دی جاتی ہے تاکہ ریاستی قوانین میں یکسانیت قائم رہے۔ تاہم یہ رویہ مسلم اقلیتوں کے لیے مشکلات پیدا کرتا ہے، کیونکہ ان کے مذہبی قوانین کو مکمل طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا۔

اسلامی طلاق اور وراثت کے اصول جب ریاستی قوانین سے متصادم ہوتے ہیں تو مسلم اقلیتیں قانونی عدم تحفظ کا شکار ہو جاتی ہیں۔ خواتین کے حقوق پر سب سے زیادہ اثر پڑتا ہے، کیونکہ اسلامی قوانین میں انہیں واضح حصے دیئے گئے ہیں، مگر سیکولر قوانین میں یہ حصے مختلف ہو سکتے ہیں۔ اس تضاد کی وجہ سے مسلم کمیونٹیز میں سماجی دباؤ اور قانونی تنازعات بڑھتے ہیں۔ محدود قانونی قبولیت کی وجہ سے مسلم اقلیتیں اکثر اپنی مذہبی شناخت اور قانونی حیثیت کے درمیان توازن قائم کرنے میں ناکام رہتی ہیں۔ اس سے نہ صرف ان کے خاندانی معاملات متاثر ہوتے ہیں بلکہ ان کی سماجی یکجہتی اور اعتماد بھی کمزور ہوتا ہے۔ قانونی شعور کی کمی اور دستاویزات کی عدم موجودگی مسائل کو مزید پیچیدہ بنا دیتی ہے۔

مسلم اقلیتوں کو اپنے مذہبی اور ریاستی قوانین دونوں کے بارے میں آگاہی ہونی چاہیے۔ کمیونٹی سطح پر ورکشاپس، سیمینارز اور آگاہی پروگرامز منعقد کیے جائیں تاکہ افراد اپنے حقوق اور ذمہ داریوں کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ نکاح اور طلاق کے معاملات کو ریاستی قوانین کے مطابق رجسٹرڈ کرنا ضروری ہے تاکہ قانونی پیچیدگیوں سے بچا جاسکے۔ وراثت کے معاملات میں وصیت(Will)کو ریاستی قوانین کے مطابق تیار کیا جائے، تاکہ اسلامی اصولوں کے مطابق تقسیم ممکن ہوسکے۔

ریاستی اداروں اور مسلم کمیونٹیز کے درمیان مکالمہ اور تعاون کو فروغ دینا چاہیے۔ اس سے قانونی تنازعات کم ہوں گے اور مذہبی آزادی کے تقاضے بہتر طور پر پورے کیے جاسکیں گے۔ خواتین کو اسلامی اور ریاستی قوانین دونوں کے مطابق اپنے حقوق کے بارے میں آگاہی دی جائے۔ مسلم کمیونٹیز میں خواتین کے لیے قانونی معاونت مراکز قائم کیے جائیں تاکہ وہ طلاق اور وراثت کے معاملات میں رہنمائی حاصل کر سکیں۔

غیر مسلم ریاستوں میں مسلم اقلیتوں کے خاندانی قوانین، خصوصاً طلاق اور وراثت کے معاملات، ایک پیچیدہ قانونی و سماجی مسئلہ ہیں۔ اسلامی قانون ان معاملات میں واضح اور جامع اصول فراہم کرتا ہے، مگر سیکولر ریاستی قوانین اکثر ان اصولوں کو محدود یا غیر تسلیم شدہ حیثیت دیتے ہیں۔ اس تضاد کی وجہ سے مسلم اقلیتیں دوہری قانونی حیثیت کا سامنا کرتی ہیں، جس سے نہ صرف قانونی تنازعات جنم لیتے ہیں بلکہ سماجی دباؤ اور حقوق کی کمی بھی پیدا ہوتی ہے۔

تقابلی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں مذہبی آزادی آئینی طور پر تسلیم شدہ ہے، مگر فیملی لاء کے معاملات میں اس کی گنجائش محدود ہے۔ اس کا سب سے زیادہ اثر مسلم خواتین اور کمزور طبقات پر پڑتا ہے، جو قانونی عدم تحفظ اور سماجی مشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔

اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مسلم اقلیتوں کے حقوق کے بہتر تحفظ کے لیے ریاستی قوانین اور اسلامی اصولوں کے درمیان مکالمہ، قانونی آگاہی، اور دستاویزات کی درستگی ناگزیر ہیں۔ اگر ریاستیں مذہبی قوانین کو محدود سطح پر تسلیم کریں اور کمیونٹیز اپنے معاملات

کو قانونی طور پر رجسٹرڈ کریں تو نہ صرف تنازعات کم ہوں گے بلکہ مسلم اقلیتوں کے خاندانی حقوق بھی بہتر طور پر محفوظ رہ سکیں گے۔

حوالہ جات

1 سورۃ النساء 21:04-

2 ایضاً 35:04-

3 سورۃ البقرۃ 228:02-

4 أبو داوُد، سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، **سنن أبي داؤد**، كتاب الطلاق، باب في كراهية الطلاق،(بيروت: دار الفكر)، رقم الحديث: 2178-

5 سورۃ النساء 07:04-

6 ایضاً 11:04-

7 ایضاً 12:04-

8 البخاري، محمد بن إسماعيل، **صحيح البخاري**، كتاب الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه وأمه،(بيروت: دار طوق النجاة)، رقم الحديث: 6732-

9 The West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application Act, 1962.

10 سورۃ النساء 176:04- ایضاً، **صحيح مسلم**، كتاب الفرائض،(بيروت: دار إحياء التراث العربي)

11 مسلم بن الحجاج، **صحيح مسلم**، كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث،(بيروت: دار إحياء التراث العربي)

12 البخاري، محمد بن إسماعيل، **صحيح البخارى**، كتاب الطلاق، باب الخلع،(بيروت: دار طوق النجاة)، رقم الحديث: 5273-

13 Menski, W. (2006). Comparative Law in a Global Context: The Legal Systems of Asia and Africa. Cambridge University Press.

14 Shah, P. (2012). Legal Pluralism in Muslim Contexts. Routledge-

15 Bowen, J. R. (2010). Can Islam Be French? Pluralism and Pragmatism in a Secularist State. Princeton University Press.

16 Bano, S. (2012). Muslim Family Law in Britain: Legal Pluralism and the Sharia Councils.Oxford University Press.

17 Pearl, D., & Menski, W. (1998). Muslim Family Law. Sweet & Maxwell-

18 Shah, P. (2012). Legal Pluralism in Muslim Contexts. Routledge-

19 Bano, S. (2012). Muslim Family Law in Britain: Legal Pluralism and the Sharia Councils.Oxford University Press.

20 Bowen, J. R. (2010). Can Islam Be French? Pluralism and Pragmatism in a Secularist State. Princeton University Press.

21 Menski, W. (2006). Comparative Law in a Global Context: The Legal Systems of Asia and Africa. Cambridge University Press.

22 Pearl, D., & Menski, W. (1998). Muslim Family Law. Sweet & Maxwell-

23 Bano, S. (2012). Muslim Family Law in Britain: Legal Pluralism and the Sharia Councils. Oxford University Press.

24 Bowen, J. R. (2010). Can Islam Be French? Pluralism and Pragmatism in a Secularist State. Princeton University Press.

25 Menski, W. (2006). Comparative Law in a Global Context: The Legal Systems of Asia and Africa. Cambridge University Press.

26 Shah, P. (2012). Legal Pluralism in Muslim Contexts. Routledge.

27 Pearl, D., & Menski, W. (1998). Muslim Family Law. Sweet & Maxwell.